سرکاری رپورٹ

بارہواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارروائی

اجلاس منعقدہ یکم فروری 1996ء بمطابق 11 رمضان المبارک 1416 ہجری

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
۱۔	آغاز تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۱
۲۔	وقفہ سوالات	۲
۳۔	رخصت کی درخواستیں	۳
۴۔	قرار دادیں	۳
	(نواب عبدالرحیم شاہوانی، مولانا عبدالواسع اور سید شیر جان بلوچ کی قرار دادیں منسوخ کی گئیں ارکان موجود نہیں تھے)	
۵۔	قرارداد نمبر ۸۲ منجانب میر ظہور حسین کھوسہ	۴
۶۔	قانون سازی	۶
	زرعی آمدن ٹیکس کا مسودہ قانون	
۷۔	گورنر بلوچستان کا حکم	۲۴

جلد بارہواں

شمارہ نہم

(الف)

1- جناب اسپیکر ___________ عبدالوحید بلوچ

2- جناب ڈپٹی اسپیکر ________ ارجن داس بگٹی

1- سیکریٹری اسمبلی __________ اختر حسین خاں

2- جوائنٹ سیکریٹری (قانون) _____ عبدالفتاح کھوسہ

(ب)

صوبائی کابینہ کے ارکان۔

۱۔ نواب ذوالفقار علی مگسی	پی بی ۲۶ جھل مگسی	وزیر اعلیٰ
۲۔ جام محمد یوسف	پی بی ۳۴ لسبیلہ	سینئر وزیر
۳۔ شیخ جعفر خان مندوخیل	پی بی ۱۴ ژوب	وزیر خزانہ
۴۔ میر عبدالنبی جمالی	پی بی ۲۰ جعفر آباد I	پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
۵۔ ملک گل زمان کاسی	پی بی ۲ کوئٹہ II	وزیر ترقیات و منصوبہ بندی
۶۔ میر عبدالمجید بزنجو	پی بی ۳۲ آواران	وزیر لائیو اسٹاک
۷۔ ملک محمد شاہ مردانزئی	پی بی ۱۳ ژوب قلعہ سیف اللہ	حج و اوقاف زکوٰہ
۸۔ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ	پی بی ۳۷ تربت I	وزیر تعلیم
۹۔ مسٹر محمد ایوب بلیدی	پی بی ۳۸ تربت II	وزیر مال/ایکسائز
۱۰۔ مسٹر محمد اکرم بلوچ	پی بی ۳۹ تربت III	وزیر اطلاعات کھیل و ثقافت
۱۱۔ مسٹر کچکول علی بلوچ	پی بی ۳۶ پنجگور	وزیر ماہی گیری
۱۲۔ مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی	پی بی ۹ قلعہ عبداللہ II	وزیر آبپاشی و ترقیات
۱۳۔ ڈاکٹر کلیم اللہ	پی بی ۱ کوئٹہ I	ایس اینڈ جی اے ڈی و قانون
۱۴۔ مسٹر عبیداللہ بابت	پی بی ۱۱، لورالائی	وزیر جیل خانہ جات
۱۵۔ مسٹر عبدالقہار ودان	پی بی ۸، قلعہ عبداللہ I	وزیر جنگلات
۱۶۔ سردار ثناء اللہ زہری	پی بی ۳۰، خضدار I	وزیر بلدیات
۱۷۔ میر اسرار اللہ زہری	پی بی ۲۹ قلات	وزیر زراعت
۱۸۔ حاجی میر لشکری خان رئیسانی	پی بی ۲۴ بولان I	وزیر انڈسٹریز معدنیات
۱۹۔ نوابزادہ گزین خان مری	پی بی ۱۸ کوہلو	وزیر داخلہ
۲۰۔ نوابزادہ چنگیز خان مری	پی بی ۱۶ سبی	مواصلات و تعمیرات
۲۱۔ میر خان محمد خان جمالی	پی بی ۲۱ جعفر آباد II	وزیر خوراک
۲۲۔ سردار نواب خان ترین	پی بی ۱۷ سبی/زیارت	وزیر بیاڈواسا
۲۳۔ سردار محمد طاہر خان لونی	پی بی ۱۰ لورالائی I	وزیر صحت

۲۴۔ مسٹر طارق محمود کھیتران	پی بی ۱۲ بارکھان	وزیر خاندانی منصوبہ بندی
۲۵۔ مسٹر سعید احمد ہاشمی	پی بی ۳ کوئٹہ III	مشیر وزیر اعلیٰ
۲۶۔ ملک محمد سرور خان کاکڑ	پی بی ۷ پشین II	وزیر بے محکمہ
۲۷۔ عبدالوحید بلوچ	پی بی ۴ کوئٹہ IV	اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی
۲۸۔ ارجنداس بگٹی	ہندو اقلیت	ڈپٹی اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی

اراکین اسمبلی

۲۹۔ حاجی سخی دوست محمد	پی بی ۵ چاغی
۳۰۔ مولانا سید عبدالباری	پی بی ۶ پشین I
۳۱۔ مولانا عبدالواسع	پی بی ۱۵ قلعہ سیف اللہ
۳۲۔ نوابزادہ سلیم اکبر بگٹی	پی بی ۱۹ ڈیرہ بگٹی
۳۳۔ میر ظہور حسین خان کھوسہ	پی بی ۲۲ جعفر آباد ر نصیر آباد
۳۴۔ مسٹر محمد صادق عمرانی	پی بی ۲۳ نصیر آباد
۳۵۔ سردار میر چاکر خان ڈومکی	پی بی ۲۵ بولان II
۳۶۔ نواب عبدالرحیم شاہوانی	پی بی ۲۷ مستونگ
۳۷۔ مولانا محمد عطاء اللہ	پی بی ۲۸ قلات ر مستونگ
۳۸۔ مسٹر محمد اختر مینگل	پی بی ۳۱ خضدار II
۳۹۔ سردار محمد حسین	پی بی ۳۳ خاران
۴۰۔ سردار محمد صالح خان بھوتانی	پی بی ۳۵ لسبیلہ II
۴۱۔ سید شیر جان	پی بی ۴۰ گوادر
۴۲۔ مسٹر شوکت ناز مسیح	عیسائی
۴۳۔ مسٹر سترام سنگھ	سکھ پارسی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ یکم فروری 1996ء بمطابق 11 رمضان المبارک 1416 ہجری

بروز جمعرات بوقت ساڑھے گیارہ بجے قبل دوپہر۔

زیر صدارت پریزائیڈنگ آفیسر صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از

مولانا عبدالمتین اخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۞ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ
وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۞ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ
اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۞

ترجمہ ۔ یہ الف، لام، میم ہے، یہ کتاب الٰہی ہے، اس کے کتاب الٰہی ہونے میں کوئی شک نہیں، ہدایت ہے خدا سے ڈرنے والوں کے لئے! ان لوگوں کے لئے جو غیب میں رہتے ایمان لائے، نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو بخشا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ

وقفہ سوالات

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سردار محمد اختر مینگل سوال نمبر300 دریافت فرمائیں۔ چونکہ محرک موجود نہیں ہے سوال کو موخر کیا جاتا ہے۔ سردار محمد اختر مینگل سوال نمبر301 دریافت فرمائیں چونکہ محرک موجود نہیں ہے اس لئے سوال کو موخر کیا جاتا ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : مولانا عبدالباری صاحب سوال نمبر 343 دریافت فرمائیں۔ چونکہ محرک موجود نہیں ہے اس لئے سوال کو موخر کیا جاتا ہے۔ مولانا عبدالباری سوال نمبر344 دریافت فرمائیں۔ چونکہ محرک موجود نہیں ہے اس لئے اس سوال کو موخر کیا جاتا ہے۔ مولانا عبدالباری 350 دریافت فرمائیں۔ چونکہ محرک موجود نہیں ہے اس لئے سوال کو موخر کیا جاتا ہے۔ مولانا عبدالباری سوال نمبر 340 دریافت فرمائیں۔ چونکہ محرک موجود نہیں ہے اس لئے سوال کو موخر کیا جاتا ہے۔ مولانا عبدالباری 350 دریافت فرمائیں۔ چونکہ محرک موجود نہیں ہے اس لئے سوال کو موخر کیا جاتا ہے۔ مولانا عبدالباری سوال نمبر352 دریافت فرمائیں۔ چونکہ محرک موجود نہیں ہے اس لئے سوال کو موخر کیا جاتا ہے۔

عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر) : جناب آپ ان سوالات کو موخر تو کر رہے ہیں کیا ہم ان کو اسمبلی رولز کے تحت موخر کرسکتے ہیں جبکہ محرک از خود نہیں آئے ہیں۔ یا یہ کینسل ہوگئے ان کو دوبارہ نیا سوال پوچھنا پڑے گا اس سلسلے میں اسمبلی رولز کیا کہتے ہیں۔ ان کو موخر ہونا چاہئے۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب وزرا صاحبان بھی تو جواب نہیں دیتے ہیں کیا ان کے جوابات موخر ہوجاتے ہیں۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : ٹھیک ہے اسمبلی رولز کے تحت یہ سوالات منسوخ ہوگئے ہیں۔

(سوالات منسوخ کر دیئے گئے)

(رخصت کی درخواستیں)

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سیکریٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پیش کریں۔

اختر حسین خاں (سیکریٹری اسمبلی) : میر خان محمد جمالی سرکاری دورے پر جعفر آباد تشریف لے گئے ہیں اس لئے انہوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی دراخواست کی ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : الحاج ملک گل زمان کاسی صوبائی وزیر نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : تحریک التواء اور تحریک استحقاق کوئی نہیں ہے۔

قرار دادیں

جناب پریزائیڈنگ آفیسر :

نواب عبدالرحیم شاہوانی صاحب اپنی قرار داد پیش کریں۔ چونکہ محرک موجود

نہیں ہے اس لئے قرار داد کو منسوخ کیا جاتا ہے مولانا عبدالواسع قرارداد نمبر79 پیش کریں چونکہ محرک موجود نہیں ہیں اس لئے قرار داد کو منسوخ کیا جاتا ہے۔ سید شیر جان صاحب قرارداد نمبر82 پیش کریں چونکہ محرک موجود نہیں ہے اس لئے قرارداد کو منسوخ کیا جاتا ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : میر ظہور حسین صاحب قرارداد نمبر82 پیش کریں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : یہ کہ اوچ گیس فیلڈ کی دریافت کے بعد او. جی. ڈی. سی (O.G.D.C) کی بھاری ٹریفک اور مقامی ٹریفک کے بڑھتے ہوئے دباؤ کی وجہ سے جھٹ پٹ تاحیردین روڈ کی حالت بے حد خراب ہو کر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے۔ اس طرح مذکورہ روڈ کی مرمت و توسیع کی ذمہ داری صوبائی حکومت کے ساتھ وفاقی حکومت یعنی (O.G.D.C) پر بھی عائد ہوتی ہے۔

لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ اپنے وسائل کے ساتھ ساتھ وفاقی حکومت (O.G.D.C) سے فوری طور پر رجوع کرے کہ وہ جھٹ پٹ تاحیر دین اور اوچ گیس فیلڈ تک مذکورہ روڈ کی مرمت و توسیع کے لئے فوری اقدام کرے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : قرارداد یہ ہے کہ اوچ گیس فیلڈ کی دریافت کے بعد او، جی، ڈی، سی کی بھاری ٹریفک اور مقامی ٹریفک کے بڑھتے ہوئے دباؤ کی وجہ سے جھٹ پٹ تاحیردین روڈ کی حالت بے حد خراب ہو کر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے۔ اس طرح مذکورہ روڈ کی مرمت و توسیع کی ذمہ داری صوبائی حکومت کے ساتھ وفاقی حکومت یعنی (O.G.D.C) پر بھی عائد ہوتی ہے۔

لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ اپنے وسائل کے ساتھ ساتھ وفاقی حکومت (O.G.D.C) سے فوری طور پر رجوع کرے کہ وہ جھٹ پٹ تاحیر دین اور اوچ گیس فیلڈ تک مذکورہ روڈ کی مرمت و توسیع کے لئے فوری اقدام کرے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : محرک اپنی قرار داد کے بارے میں وضاحت کریں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسپیکر ضلع جعفر آباد سے ڈیرہ اللہ یار تک 1951ء میں ایک روڈ بنا ہے جب سے یہ روڈ بنا ہے آج تک نہ اس کی مرمت کی گئی ہے نہ کوئی اور کام ہوا۔ یہ کوئی تیس میل کا ٹکڑا ہے۔ اور یہاں چار لاکھ ایکڑ نہری نظام کے تحت کاشت کاری ہے۔ اور اس سارے ٹریفک کا بوجھ اس سڑک پر ہے۔ جو کہ سیکڑوں ہزاروں بڑے ٹرک وہاں سے نکلتے ہیں اور اناج منڈیوں تک پہنچاتے ہیں یہ ایک سنگل روڈ ہونے کی وجہ سے یہ ایک چھوٹی سڑک ہے اس پر آمدرفت میں تکلیف ہے اور دوسری یہ کہ اس کی مرمت نہ ہونے کی وجہ سے یہ روڈ بیٹھ گیا ہے۔ اور ٹوٹ گیا ہے یہ تیس میل کا ٹکڑا تین گھنٹے یا اڑھائی گھنٹے موٹر کار کے ذریعے طے ہوتا ہے ابھی حال ہی میں او جی ڈی سی کا اوچ ویل دریافت ہوا ہے اور اس کی ساری ٹریفک اس پر ہے اس کی اور کسی راستے سے ٹریفک نہیں ہے۔ اور میرے خیال میں بلوچستان کے کسی ہائی وے پر اتنی ٹریفک نہیں ہے جتنی کہ اس روڈ صحبت پور اور ڈیرہ اللہ یار کے روڈ پر ہے آئے دن وہاں روڈ ٹوٹنے کی وجہ سے کئی ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں جس میں 1993ء میں ایکسیڈنٹ میں دس آدمی حادثے کی وجہ سے شہید ہوئے تھے اور اس کے بعد ایک دوسری ایکسیڈنٹ ٹائی راڈ ٹوٹنے کی وجہ سے ہوئی پھر تیسرا اور چوتھا۔ یہی 1993ء میں مختلف حادثات میں بیس آدمی مارے گئے تھے۔ اسی طرح اس روڈ پر ہر سال کوئی نہ کوئی حادثہ ہوتا ہے۔ میں اس ایوان کے ذریعے صوبائی حکومت سے عرض کروں گا کہ وہ اس روڈ کی وائیڈ نگ اور مرمت کے لئے کوئی بندوبست کرے اس کے علاوہ میں اس ایوان کے ذریعے مرکزی حکومت سے التماس کروں گا کہ اس کا جو او جی ڈی سی کا اوچ ویل دریافت ہوا ہے وہاں پر بڑے بڑے ٹرالر اور ٹرک گزرتے ہیں اس کی وجہ سے یہ روڈ کافی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگیا ہے۔ او جی ڈی سی اور صوبائی

حکومت مل کر اس کی مرمت اور وائیڈ ننگ کا بندوبست کرے یہ 88ء کی حکومت نے اس کی ضرورت اور اہمیت کو سمجھتے ہوئے سروے بھی کرایا تھا کہ اس وائیڈ کیا جائے اور ٹھیک کیا جائے اس طرح میں یہ عرض کروں گا اس سلسلے میں میری وزیر اعلیٰ صاحب سے ملاقات بھی ہوئی تھی وزیر اعلیٰ صاحب نے مجھے یقین دہانی کرائی تھی اور مجھے کہا تھا کہ اس سال 96-1995ء میں اس کے لئے ایک رقم رکھوں گا۔ میں نے پھر ان سے دوسری ملاقات کی تو انہوں نے فرمایا یہ میرا وعدہ ہے پورا ہوگا لیکن ابھی تک چھ ماہ گزر چکے ہیں انہوں نے کوئی بھی پیسہ اس روڈ کے لئے نہیں رکھا ہے۔ تو میں اس طرح سے وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی یاد دہانی کراؤں گا کہ وہ اس روڈ کو ٹھیک کرائے اور اس کی وائیڈ ننگ پر توجہ دے اور مرکزی حکومت بھی اس پر توجہ دے۔ شکریہ

ڈاکٹر عبدالمالک (وزیر تعلیم) : ہم جناب اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال یہ ہے کہ آیا اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔

(قرارداد منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی برائے قانون سازی

جناب پریزائیڈنگ آفیسر :

بلوچستان زرعی آمدنی ٹیکس مسودہ قانون مصدرہ 1996ء

مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 1996 : وزیر متعلقہ مسودہ قانون کی بابت تحریک پیش کریں۔

ڈاکٹر عبدالمالک (وزیر تعلیم) : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان

زرعی آمدنی ٹیکس کے مسودہ قانون مصدرہ 1996ء کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : تحریک یہ ہے کہ بلوچستان زرعی آمدنی ٹیکس کے مسودہ قانون کو زیر غور لایا جائے۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : کیا جناب اس مسودہ قانون کو آپ آج منظور کر رہے ہیں۔ اگر آپ آج اس مسودہ قانون کو منظور کر رہے ہیں تو ہمیں اس پر بولنے کا موقعہ کب ملے گا۔؟

وزیر تعلیم : نہیں ظہور صاحب اس کو فی الحال ڈیبیٹ(debate) کے لئے پیش کیا جارہا ہے اس بارے میں تحریک ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : وزیر متعلقہ اس مسودہ قانون کے بارے میں وضاحت فرمائیں۔

ڈاکٹر عبدالمالک (وزیر تعلیم) : جناب اسپیکر صاحب اس بل کے حق میں بے شمار دلائل ہیں اس کی کیوں ضرورت ہے میں سمجھتا ہوں جس دن سے یہ ملک بنا ہے اسی دن سے اس ٹیکس کو لگنا چاہئے تھا کیونکہ کسی بھی سماج میں اس کی ترقی کا دارومدار اس کی سماجی پیداوار پر ہے یا پیداواری ٹیکس پر ہے معاشرے میں ٹیکسشن کی تاریخ اتنی قدیم ہے جتنی کہ سماجی تاریخ خود ہے تہذیب اور ترقی نے جو بھی کروٹ بدلی ہے تو ٹیکسشن کے نظام میں بھی اس کے ساتھ ساتھ تبدیلی لائی گئی ہے سماج چاہے یونان کی سٹی اسٹیٹس یا یورپ کی انڈسٹرلائیزڈ سوسائیٹی ہو حکمران چاہے میکارڈو ہو یا آدم سمتھ مارکس لینن ہو جس نے بھی کوئی تھیوری پیش کی ہے اپنی اپنی تھیوری پیش کی ہے اور یہ نظام شروع سے چلا آرہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ آج دنیا میں جہاں انڈسٹرالیزیشن ہے وہاں زیادہ ٹیکسشن ہے ترقی یافتہ ممالک میں 66 تا 62 فیصد ٹیکسشن ہے فرانس میں 57 فیصد پر ٹیکس ہے جرمنی میں 53 فیصد پر ٹیکس ہے برطانیہ میں چالیس فیصد پر ٹیکس ہے امریکہ میں 34 فیصد پر ٹیکس ہے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ جس ملک میں ہم رہ رہے ہیں اس

میں 24 فیصد جی ڈی پی کا ایگریکلچر میں کنٹری بیوشن ہے اور ملک میں 48 فیصد ملازمت اس سورس پر ہے لیکن زراعت پر کوئی ٹیکس نہیں ہے۔ مجموعی طور پر پاکستان میں جو ٹیکس اکھٹے کئے جاتے ہیں وہ ایک غریب ملازم سے اکھٹے کئے جاتے ہیں جس کی آمدنی چالیس ہزار سے زیادہ ہوتی ہے اس پر ٹیکس لگا دیا جاتا ہے انکم ٹیکس ہے سیل ٹیکس ہے جو ایک عام آدمی اور ایک مزدور پر ہے اس کا اثر ہوتا ہے کارپوریشن کے ٹیکس ہیں بے شمار دوسرے ٹیکس ہیں اگر ہم ہیرا پھیری میں جائیں یا حساب کتاب میں جائیں دوسرے لوگوں سے حکومت کو 351 بلین کے قریب ٹیکس اکھٹے ہوتے ہیں فیڈرل لیول پر اس کو تقسیم کرے تو صوبائی حکومتں کا شیئر 112 بلین تقریبا" بن جاتا ہے باقی مرکزی بجٹ ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس وقت پاکستان کی معشیت جس چوراھے پر کھڑی ہے اس میں جو دراڑیں پڑی ہیں وہ ہر شخص کو نظر آرہی ہیں کہ اس وقت پاکستان کی معشمت کیا ہے کیا ہم اگر اس کو مائیکرو اکنامکس میں لے جائیں تو بطور عوامی نمائندے کیا ہم نہیں دیکھ سکتے ہیں کہ پاکستان کی جی ڈی پی کا کیا حال ہے۔

جو ٹاگیٹس فکس کئے گئے ہیں وہ ٹارگیٹس بھی Achieve نہیں ہو رہے ہیں۔ کیا ہم یہ نہیں دیکھ سکتے ہیں کہ پاکستان کی ایکسپورٹ کا کیا حال ہے۔ ایکسپورٹ اور امپورٹ میں کتنا فرق آگیا ہے۔ کیا جو غریب کش جسے عام لفظ عام میں ہم Inflations کہتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ پندرہ پرسنٹ پاکستان میں Inflation ہے لیکن Actually بیس سے بھی زیادہ ہے۔ پاکستان کی جو ریزرورز ہیں اب تو ایک بلین تک پہنچ گئے ہیں جو میں کہتا ہوں Alarming Position ہے۔ اور Debat سروسز کا حال یہ ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ پاکستان Death Bomb کے اوپر ہے۔ کسی وقت بھی یہ Death Bomb جو ہے بلاسٹ Blast ہو کر پاکستان کو اپنے ساتھ لے ڈوبے گا۔ یہ ہماری مائیکرو اکانومی ہے۔ اور اس مائیکرو اکانومی کو کیا ہم صرف خواہشات پر پورا کرسکتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ میں اپنی اس قصہ مالیات کو سمیٹتے ہوئے قصہ کرسی پر آجاؤں کہ ہم اتنے لمبے عرصے

ہے یہاں ٹیکسیشن نہیں کرسکے۔ اس کی وجہ بھی معذرت کے ساتھ یہ یہاں پر جو پلانز Plans بن رہے ہیں ان میں جاگیردار طبقے کی بالادستی تھی۔ جاگیردار نے کبھی بھی یہ نہیں چھوڑا کہ اس پر کوئی آنچ آجائے چاہے اقتدار کے حوالے سے یا معاشی حوالے سے۔ اور آج جو کام ہمیں کرنا تھا میں تو کم از کم ایک ایم پی اے کے حوالے سے عوامی نمائندے کی حیثیت سے میں کم از کم شرمسار ہوں مجھے شرم محسوس ہو رہا ہے کہ آج ہم یہ Legislation عوام کی خاطر نہیں کررہے ہیں is one of the condition It ہم آئی ایم ایف .... کہ جب تک آپ ٹیکسیشن پر نہیں جاؤ گے ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہتا ہوں کہ ہماری یہ ذمہ داری ہے ہماری ذمہ داری 48 سال پہلے ہونی چاہئے تھی کہ ہم اس ایگریکلچر پر اتنا ٹیکس لگاتے ہیں جس سے ...... اگر آج مجھے آپ کہیں میں کہتا ہوں کہ ٹیکسیشن اگر آپ ایگریکلچر پر لگائیں تو پاکستان میں پانچ سو ارب روپے کی گنجائش نکل آئی ہے۔ پانچ سو ارب کی۔ لیکن ٹیکسیشن نہ ہونے کی وجہ سے اس وقت ایک پنی Pany بھی جاگیردار کنٹریبیوٹ Contribute نہیں کر رہا ہے۔ وہ تمام اسٹیپس جو فیسلٹیز Facilities ہیں وہ تو لے رہا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ چلو وہ کام جو ہمیں کرنا تھا شاید اب آئی ایم ایف I.M.F کر رہا ہے چاہے آئی ایم ایف کر رہا ہے بھی بقول یا کوئی فرد کر رہا ہے میں ایڈم سمتھ Smith Adam کی یہاں پر ایک کوٹیشن Quotation کوڈ کرتا ہوں کہ "اگر کوئی فرد اپنی ذاتی انٹریسٹ Interest کے حوالے سے بھی کچھ کام کرے تو وہ بھی سوسائٹی کو کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ "تو اگر آئی ایم ایف یہ کنڈیشنز Conditions اپنی ڈیبتھ Debth کو کلئیر کرنے کے لئے بھی کرے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہاں پہ مجموعی طور پہ سوسائٹی کو فائدہ پہنچتی ہے"۔ اور میں اپنے تمام دوستوں سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ ہمیں یہ بل منظور کرنا چاہیئے۔ پاکستان اور خصوصا" بلوچستان کے مجموعی مفاد کی خاطر شکریہ جناب

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسپیکر صاحب ایسا ہے کہ جب بل پیش ہوتا ہے تو کم از کم تین دن کا وقفہ ہوتا ہے اس کے بعد اس پر بحث ہوتی ہے یا پیش ہوتا ہے یا منظور ہوتی ہے۔ تو یہ کل پیش ہو رہا ہے اور آج اس کے اوپر بحث ہو رہی ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : تین دن ختم کرنے کی تحریک اسی ایوان نے کل منظور کی ہے۔ لہٰذا اس کو پیش کیا جارہا ہے۔ اس تحریک پر اگر کوئی رکن اسمبلی بولنا چاہے۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسپیکر صاحب میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اجازت دی ہے۔ ہم پہلے سے ہی یہاں کے چھوٹے زمیندار اور یہاں کے کسان مالیاتی صورت میں آبیانہ کی صورت میں بڑے زمیندار ویلتھ Wealth کی صورت میں اور عشر کی صورت میں اور زکوٰۃ کی صورت میں ٹیکس ادا کر رہے ہیں۔ یہ کوئی دوسرا ٹیکس ہمارے اوپر زبردستی مسلط کیا جارہا ہے۔ وہ جو کہ مرکزی حکومت کی خوشامد میں اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ وی وی اے جعفری کا ایک لیٹر جو ہمارے پاس یہاں پہنچا ہے تو اس کو فالو Follow کرتے ہوئے ہماری صوبائی حکومت نے اس کے حکم پر چلتے ہوئے ہماری صوبائی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم بھی اپنے صوبے میں زرعی ٹیکس لائیں تو یہ ہمارے ساتھ زیادتی ہے اور صوبائی خود مختاری کے ساتھ بھی زیادتی ہے کہ ہم دوسروں کے ڈائریکٹوز Directives پہ اور دوسروں کے حکم پر ہم چلیں اور ان کے کہنے پر ٹیکس اپنے صوبے میں لگائیں اس سے پہلے کیوں نہیں لگا۔ یعنی 1985ء میں بھی 1988ء میں بھی اور 1992 میں بھی تو یہ کوئی ایک ہفتہ پہلے وی وی اے جعفری کا ایک لیٹر آیا ہے یہ صوبائی حکومت اس کو فالو Follow کرتے ہوئے حکومت ہم پر ایگریکلچر ٹیکس لگا رہی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ صوبہ بلوچستان زیادہ تر خشکا یہ علاقہ ہے۔ یعنی کہ کبھی برسات

ہوتا ہے تو آبادی ہو جاتی ہے فصلیں ہو جاتی ہیں ورنہ پانچ پانچ سال چھ چھ سال یہاں پر آبادی نہیں ہوتی کوئی آمدنی نہیں ہوتا اگر پانچ سال کے بعد اگر ایک بزگر ایک چھوٹا زمیندار یا ایک کسان پانچ سال کے بعد کوئی چار ہزار یونٹ سی پی آمدنی لے لیتا ہے تو پانچ سال تو وہ مقروض رہتا ہے دوسروں کا بینک کا یا دوسرے لوگوں کا اس کے بعد وہ جو آمدنی ہوتی ہے وہ بمشکل وہ قرضے میں واپس کر دیتا ہے ایک تو یہ زیادتی ہے ہمارے ساتھ ہمارے صوبے کے ساتھ۔ جبکہ زرعی آمدنی والے صوبے ہیں پنجاب اور سندھ۔ سندھ کا تو مجھے پتہ نہیں ہے پنجاب۔ وہاں پر زرعی ٹیکس کا بل جب پیش ہوا تو وہاں کے صوبائی اسمبلی نے اسے واپس کر دیا۔ ہمیں اتنی جلدی کیوں ہے کہ وی وی اے جعفری کے حکم پر چلیں جبکہ وہاں پر پیپلز پارٹی کی حکومت ہے پنجاب میں اور مخلوط حکومت میں تو پہلے تو وہاں سے جو ایک بڑا زرعی علاقہ ہے زرعی صوبہ ہے تو پہلے ابتداء وہاں سے کرنی چاہئے تھی اس کے بعد پھر باقیوں سے پھرتے پھرتے آخر میں ہم پسماندہ صوبے کے اوپر یہ وار کیا جاتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں کوئی زمیندار کے لئے کوئی سہولت ..... زرعی ٹیکس کا نظام تو رائج کر رہے ہیں لیکن سہولت کا کوئی بھی اس میں ذکر نہیں ہے۔ یعنی کہ نہری علاقے میں پٹ فیڈر کا حصہ ہے اچ کینال ہے ڈیزرٹ کینال ہے مانجوٹی کینال ہے کھیر تھر کینال ہے مجھے افسوس کی ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ یہاں پر ہمارے زمیندار میرے عبدالنبی خان جمالی اور میر خان محمد خان جمالی کل تک تو موجود تھے لیکن آج اس پر اس کے آنے کی وجہ سے منظوری دینے کی وجہ سے وہ آج موجود نہیں ہیں اس لئے کہ شاید ٹریژری بینچز سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کو شاید ہاں کرنا پڑے گا اس بل کی منظوری کے لئے۔ وہ اس لئے آج غیر حاضر ہوگئے ہیں تاکہ وہ یہ کہہ سکیں کہ " ہم موجود نہیں تھے" لیکن وہ اس سے نہیں بچ سکتے۔ وہاں کے لوگ اور چھوٹے زمیندار اور چھوٹے کسان ان سے پوچھ سکتے ہیں کہ "آپ نے ہماری نمائندگی کیسے کی وہاں بیٹھ کے وہاں غیر حاضری کیوں کی"۔ بہرحال میں اپنے اس موضوع پر آتا ہوں۔ تو مسئلہ یہ

ہے کہ واٹرلاگنگ کا مسئلہ ہے اس کے لئے تو آپ نے اس بل میں کوئی سہولت نہیں دی ہے۔ کہ ابھی ہمارے لاکھوں ایکڑ ہر سال مطلب ہزاروں ایکڑ ہر سال واٹرلاگنگ میں پھیلتا جارہا ہے اور پھرپانی ہمیں متواتر نہیں ملتا ہے جناب اسپیکر صاحب آپ خود اس علاقے سے واسطہ رکھتے ہیں کہ آپ کے ٹیل کے زمیندار کو پانی ملتا ہے یا نہیں ملتا ہے اگر اس کا چار ہزار یونٹ ہوگا تو اس کے اوپر بھی جو اوپر جو ہوگا دو روپے یونٹ تو دو روپے مطلب یہ ہوئے کہ ساڑھے چار ہزار کا تقریبا" آٹھ ہزار یا نو ہزار آپ اس کے اوپر لگائیں گے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ابھی ڈاکٹر صاحب نے اس کا ہمیں اچھی طرح ایکسپلین Explain نہیں کیا کہ انڈکس یونٹس کیا چیز ہے؟ تاکہ ہمیں معلوم ہوسکے کہ کونسے طبقے کے اوپر۔ کیا چھوٹے زمیندار کے اوپر بھی اس کا اثر پڑے گا۔ کیا یہ درمیانے زمیندار پر اثر پڑے گا۔ اگر بڑے زمیندار کے اوپر اس کا اثر پڑتا ہے تو بالکل ٹھیک ہے بیشک پڑنے دیں۔ لیکن ڈاکٹر صاحب اس کی وضاحت کرے کہ کیا یہ چار ہزار یونٹ پیداواری یونٹ کتنے ایکڑ پر محیط ہوگا۔ اور کونسے کلاس کے زمینداروں پر اس کا اثر پڑے گا۔ بروقت ہمیں دوائی ملتی ہے اور نہ اچھا بیج اور نہ ہی اس قسم کا کوئی سینٹر ہے آپ ہمارے اوپر کوئی چیز مسلط کریں تو اس کے بدلے کچھ ہمیں دیں بھی، کچھ سہولیات زمینداروں کو وقت پر ہمیں کھاد دیں وقت پر دوائی دیں اور نقلی دوائیوں سے ہمیں بچائے نقلی کھاد سے بچائیں ان چیزوں کا اس بل میں کوئی ذکر ہی نہیں واٹرلاگنگ کا اس میں کوئی ذکر نہیں اور یہ جو ناانصافی ہے زیادتی ہے ہمارے صوبے کے ساتھ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں سہولتیں بھی دیتے اس کے بعد بے شک آپ زرعی ٹیکس لگاتے اور پھر ہماری پسماندگی کی وجہ سے ہمارے پیداوار بھی اتنی اچھی نہیں ہے کیونکہ ابھی تک ہم پرانے ٹیکنالوجی پر چلے آرہے ہیں بیل کی ہل سے اگر ٹریکٹر ہے تو وہ مہنگا ہے۔ اور ڈیزل بھی مہنگا ہوتا جارہا ہے۔ اور پارٹس بھی مہنگے ہوتے جارہے ہیں۔ اور دوسری بات طریقہ کار میں یہ بھی ہوتا ہے کہ بل پیش کرنے کے بعد اس پر غور و خوص کیا جاتا

ہے۔ فرسٹ ریڈنگ میں اس کو اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کیا جاتا ہے۔ روایت یہ رہی اور اصول یہ رہا ہے قانون یہ رہا ہے اس کی جو خامیاں ہیں اس کو دور کرنے کے لئے اور اس میں اچھائیاں زمینداروں کے لئے ہو اس میں ڈالنے کے لئے میں تجویز دیتا ہوں کہ اس کو ایک مرتبہ اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کیا جائے اس پر غور و خوص کیا جائے جو تجاویز ممبر صاحبان کے آجائیں جو بزگر کے فائدے کے بھی ہوں اور کاشت کار کے فائدے میں بھی ہو اور اس کو دوبارہ اس کو ایوان میں لایا جائے پھر اس کے بعد اس کی منظوری دی جائے۔ شکریہ

پریزائیڈنگ آفیسر : کوئی اور معزز رکن۔

میر محمد اکرم بلوچ (وزیر) : جناب اسپیکر شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں جب یہ ملک وجود میں آیا اس میں بھی لوگوں کی یہ خواہش تھی کہ یہاں جمہوریت ہوگی انصاف ہوگا قانون کی بالادستی ہوگی اور ہم اپنے حقوق کے مالک ہوں گے۔ لیکن آزادی کے چند سالوں بعد یہاں کے اقتدار کے اصل مالک جاگیردار بنے اگر آپ ان سے پوچھیں تو یہ کبھی اقتدار چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ٹیکس دینے کے لئے جبکہ ہمارا ملک پاکستان ایک زرعی ملک ہے ظاہر ہے سب سے زیادہ آمدنی کا ذریعہ بھی ہمیں زراعت سے ہوتا ہے اگر ان پر ٹیکس نہ لگایا جائے اگر یہی طبقہ ٹیکس نہ دے تو اس ملک میں کیسے خوشحالی آئے گی لہٰذا میں اس بل کی حمایت کرتا ہوں کہ ٹیکس لگنا چاہئے تاکہ اس ملک کے غریب عوام پر اتنا بڑا بوجھ ہے۔ وہ تو خود جو چھوٹے کاروباری لوگ ہیں۔ جو چھوٹے ملازمین ہیں وہ ٹیکس دے رہے ہیں لیکن جو بڑے بڑے ہمارے جاگیردار یا سرمایہ دار ہیں یا خوانین ہیں جو اس ملک کے اقتدار کے حاکم بھی ہے اور یہ ہر عہد اور ہر دور میں حکومت میں شامل ہیں اور انہی کا سکہ رواں دواں ہوتا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ اس ملک میں اقتدار میں بھی یہی طبقہ ہے اور حزب اختلاف میں یہی طبقہ ہے ان کا آپس میں ایک قسم کا اتحاد ہے۔ اور اگر دیکھا جائے تو یہ

مارشل لاء میں بھی اور غیر جماعتی حکومت یا جماعتی حکومت یہی طبقہ ہر وقت برسراقتدار ہے۔ اگر ہم دیکھیں اس ملک کی علیحدگی کے دوران جب مشرقی پاکستان ہم سے الگ ہوا اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی۔ کہ وہاں چونکہ جاگیردار طبقہ نہ ہونے کے برابر تھی وہاں متوسط طبقہ موجود تھا اور یہاں مغربی پاکستان میں بڑے بڑے جاگیردار تھے۔ ان کی حکومت اقتدار میں ایک تضاد تھا انہوں نے سوچا کہ اگر مشرقی پاکستان کا متوسط طبقہ مغربی پاکستان کے چھوٹے صوبوں کے لوگ آپس میں مل گئے تو یہاں جاگیردار کی وہ بالادستی یا اقتدار نہیں رہے گا اس لئے انہوں نے اس ملک کے ایک حصے کو گنوا دیا۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے۔ کہ اس طبقے نہ تو اتنی لاحقی ہے نہ اتنی قابلیت لیکن حکومت اقتدار میں بیٹھ کر حکومتی امور چلانے کے اتنے قابل نہیں نہ ہی ملک کو مزید ترقی اور خوشحالی دینے کے لئے ان کے پاس کوئی خاص پروگرام ہے۔ یا پالیسی یا منصوبہ بندی ہے یہ اسی طرح ملک کو قرضوں پر چلا رہے ہیں۔ اور تمام مراعات انہی کو حاصل ہے۔ تو جب ان کے ہاتھ سے کبھی کبھار اقتدار چلی جاتی ہے تو یہ لوگ عوام کو سڑکوں پر لاتے ہیں۔ غریب لوگ مزدور یا عام طبقہ اقتدار میں لانے والا غریب طبقہ ہے۔ یہی مظلوم و محکوم طبقہ ہے لیکن اقتدار میں یہی طبقہ ہے۔ جیسے کہ ڈاکٹر مالک صاحب نے کہا کہ ورلڈ بینک اور (آئی ایم ایف) کی طرف سے کنڈیشن آرہی ہیں اگر یہ نہ ہوتا شاید آج یہ بل ہم پاس نہ کرتے تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے۔ کہ اس بل کو پاس کرنے میں بھی ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کی مہربانیاں ہیں۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اجازت چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین : کوئی اور معزز رکن اگر بولنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ (وزیر تعلیم) : جناب اسپیکر میں تھوڑی سی ظہور صاحب کی بات کی وضاحت کروں جس طرح انہوں نے کہا کہ انڈکس واضح نہیں میرے خیال میں انڈکس یہاں بالکل واضح ہے۔ ہر علاقے میں انڈکس ہے اور ظہور صاحب کو بھی پتہ ہے کہ یہ ٹیکنیکل مسئلہ نہیں ہے۔ بل کو رد کرنے کی نمبر ایک نمبر دو کو اس کو تین

دن کے لئے کمیٹی میں جانا چاہئے وہ پہلے ہی .....

جناب چیئرمین : کیونکہ کمیٹی کے پاس نہ بھیجنے کی ایک تحریک کل اسی اسمبلی نے منظور کی تھی ظہور خان۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ وزیر تعلیم : باقی اس میں ظہور خان صاحب سے کہتے ہیں کہ یہاں پر ہمارا مطلب آپ نے ایک ترمیم دی ہے جو ترمیم ہے میں کہتا ہوں کہ یہ تمام پراسس ہے اس کو ہم چلائیں بلوچستان کو بہت کم ملے گا۔ چار آدمیوں پر ٹیکسمنشنز ہوگئی ٹوٹل آپ پریکٹیکلی جائیں اگر آپ کہتے ہیں جس طرح کہ آپ نے ترمیم دی ہے اس پر چھوٹے زمینداروں کو سیکور Score کرسکتے ہیں ہمارے مطلب ہرگز چھوٹے زمینداروں کو کرش کرنا بھی نہیں اگر آپ کہتے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم آپ کی ترمیم کو ایوان سے مان لیں گے اور آپ اس بل کو پاس کردیں کیونکہ اس ترمیم پر بلوچستان میں کوئی نہیں آرہا ہے چار سو ایکڑ کی ہے۔

اس میں ایک چیز ہے جس کی میں اس کی وضاحت کرتا ہوں یہ ایک پرابلم ہے واقعی اس میں یونفارمٹی ہونی چاہئے اگر یہاں پر میرے خیال میں ہم نے جو ڈکشن کے لئے میں اسپیکر صاحب معذرت چاہتا ہوں کہ تھوڑا انٹرپریٹیشن اس میں ہر جگہ پر چار ہزار یونٹس ہے اگر اس میں ہم یونفارمٹی کو تبدیل کریں گے تو ایک پرابلم ہوگا۔ Sorry میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسپیکر صاحب اول تو میں یہ جو جاگیرداری کا لفظ ہے بڑے زمیندار کا لفظ ہے میرے خیال میں ہمارے بلوچستان میں ابھی کوئی جاگیردار نہیں رہا ہے اور نہ ہی کوئی بڑا زمیندار رہا ہے کیونکہ ایوب خان کے دور میں زرعی اصلاحات اور اس کے بعد بھٹو صاحب مرحوم کے دور میں زرعی اصلاحات آیا اس کے بعد سارے بڑے بڑے زمیندار اور جاگیردار ختم ہوگئے ابھی سارے کے سارے چھوٹے زمینداروں کے زمرے میں آتے ہیں تو دوسری بات میں نے یہ عرض

کی کہ انڈکس اس کا کم از کم ہمیں تو معلوم ہو کہ کونسے چھوٹے زمیندار اور کونسے درمیانے زمیندار اس کے اندر متاثر ہوں گے اگر بڑا زمیندار آتا ہے تو ٹھیک ہے بےشک آنے دو اس کو لیکن ہم چاہتے ہیں کہ چھوٹا زمیندار متاثر نہ اور چونکہ کل ہمیں اس کی اجازت نہیں ملی تھی بحث کرنی کی ہم بحث کریں اور اس کو کہیں کہ اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کیا جائے چونکہ آج موقع مل رہا ہے مجھے اس میں جو نقائص ہیں اس کو دور کرنے کے لئے اسپیکر صاحب میں گزارش یہ کروں گا قانون ہے ایک طریقہ کار ہے اس کے اندر کافی فالٹ ہے اگر ڈاکٹر صاحب باہر کے ایک چٹ کو دیکھ کر اگر اس کو ایکسپلین کرینگے انڈکس رولز کو تو وہ کوئی اور بات ہے لیکن اچھی طرح اس کی خامیاں اس طرح دور نہیں ہوسکتی تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس کو اسٹینڈنگ کمیٹی کا حوالہ کیا جائے اس میں حزب اختلاف حزب اقتدار دونوں طرف سے لوگوں کو بیٹھا کر کے اس پر غور و خوص کیا جائے اس میں جو خامیاں رہ گئی ہیں ان کو دور کیا جائے اور کسانوں کے مسئلے ہیں اس کو بھی اس میں شامل کیا جائے اور اس کے بعد اس کو اسمبلی کے فلور پر لایا جائے اس کے بعد اس کی منظوری کیا جائے تو میں یہ اپیل کرتا ہوں جناب اسپیکر صاحب آپ کو اور اس ایوان کو کہ اس کو اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

ڈاکٹر عبدالمالک (وزیر تعلیم) : میرے خیال میں اسپیکر صاحب میں اتنا جاہل نہیں ہوں کہ باہر کے چٹوں پر گزرا کرلوں میں نے جو بل پیش کیا میں ایمانداً کہتا ہوں کہ میں اس سے بخوبی آگاہ ہوں۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : ظہور حسین خان کھوسہ صاحب یہ ہاؤس اس بات کی منظوری دے چکی ہے کہ یہ کمیٹی کو پیش نہیں کیا جائے تو اس پر بحث کافی ہوچکی ہے۔

وزیر تعلیم : یونٹس جو ہے اس وقت نصیر آباد میں پڑتا ہے چار سو ایکڑ چار سو ایکڑ جس کے پاس ہے اس پر ٹیکس نہیں لگتا۔

یس ہم سے لیا ہو سی نے یا اس کے اوپر کسی نے تیاری کی ہو یہ تو آج کے بل میں ہے کہ یہ آج سے جس طرح منظور ہوگا نافذ العمل ہو۔

جناب چیئرمین : اس پر رائے لے لیتے ہیں؟

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

اب مسودہ قانون نمبر3 کو کلازوار زیر غور لایا جائے گا۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : کلاز نمبر3 اس میں جو ہے اس میں ظہور حسین خان کھوسہ نے ایک ترمیم پیش کی ہے تو وہ ترمیم پیش کریں۔

ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسپیکر جس طرح ابھی ڈاکٹر عبدالمالک صاحب نے اس اسمبلی کے فلور پر کھڑے ہو کر صاف طور پر اعلان کیا کہ میں اس کو چار ہزار یونٹ سے بڑھا کر چھ ہزار یونٹ کرنے کے لئے تیار ہوں ان کی دلیل یہ تھی کہ اس میں باقی تھوڑے سے نقائص ہیں کوئی نقص نہیں ہوگا [illegible]
کرسکتے ہیں [illegible]

ظہور حسین خان کھوسہ : میرے خیال میں ایسا نہیں ہے یہ چار سو ایکڑ نہیں ہے یہ بہت ہی کم ایکڑ کے لئے ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : ظہور خان صاحب اس پر آپ کو کافی ٹائم لیا ہے بولنے کا۔

ظہور حسین خان کھوسہ : نہیں ڈاکٹر صاحب اس کو ایکسپلین کر رہے ہیں تو میں یہی اس کو کہہ رہا ہوں کہ یہ چھوٹے زمیندار اس سے متاثر ہوں گے اس لئے میں یہی عرض کروں گا کہ اس کو اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کیا جائے اس کے بعد اس پر غور و خوص کیا جائے اور دوسرے اجلاس میں اس کو لا سکتے ہیں ایک مہینے کے بعد دوسرا اجلاس بلا سکتے ہیں۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : یہ تو کل آپ لوگوں نے خود اس ایوان نے اس کی منظوری دی ہے۔

ظہور حسین خان کھوسہ : سر منظوری تو آج ہوگی اس کی؟

مسٹر سعید احمد ہاشمی (مشیر برائے وزیر اعلیٰ) : پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر صاحب یہ میں صرف یاد دہانی کھوسہ صاحب کو کرانا چاہتا ہوں کہ آرڈیننس تو پہلے سے موجود ہے اس پر میں سمجھتا ہوں کہ خط کر اس ٹیکسیشن کے بارے میں کوئی تیاری کرنی تھی کچھ کہنا تھا کوئی اعتراض کرنا تھا خاص طور پر عوامی نمائندوں کو تو انہیں ایک سال کا وقفہ تھا 1994ء میں آرڈیننس آیا ہے آج ہم اس پر بحث کر رہے ہیں اور پھر اس بل کو ایک بار پہلے بھی اسمبلی تک لایا گیا ہے اور اس وقت جو عوامی نمائندے اس سے کسی طور پر بھی متاثر ہو رہے تھے یا اپنے علاقہ کو فائدہ دینا چاہتے تھے تو وہ پہلے سے ہی اخبارات کے ذریعے یا اس ہاؤس میں اپنی قرارداد لاتے وہ تحریک لاتے کہ اس ہمارے لوگوں کو نقصان ہے بلوچستان کو نقصان ہے موقع تو ہمارے پاس بہت پہلے تھا۔ ہم ان مجبوریوں کی وجہ سے جن کی نشاندہی ڈاکٹر مالک نے کی اور میر اکرم نے کی آج

کی جائے" اور " سیریل نمبر دو میں چار ہزار انڈکس یونٹ پیداواری انڈکس یونٹس سے چھ ہزار کی بجائے آٹھ ہزار انڈکس یونٹ تک دو روپے فی انڈکس یونٹ وصول کی جائے" اور "آٹھ ہزار پیداواری یونٹس سے اوپر تین روپیہ فی پیداواری اینڈکس یونٹ وصول کی جائے"۔ کیونکہ جناب اسپیکر اس سے چھوٹے زمیندار متاثر ہوں گے تیس ایکڑ والے اور چالیس ایکڑ والے اور پہلے ہی واٹر لاکینگ میں ہے کوئی آبادی وہاں نہیں ہے پانی نہیں ہے تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ میری اس ترمیم کو منظور کی جائے جبکہ ہمارے ڈاکٹر صاحب نے اس فلور پر اعلان بھی کیا ہے بہتر یہی ہوگا کہ اس کو منظور کریں۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال یہ ہے کہ آیا ترمیم کو منظور کیا جائے؟

(ترامیم نامنظور کی گئی)

ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسپیکر صاحب ہم احتجاجاً" واک آوٹ کرتے ہیں۔

(اس موقعہ پر جناب ظہور حسین خان کھوسہ واک آوٹ کر گئے)

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : اب مسودہ قانون کو کلاز وار لیا جائے گا سوال یہ ہے کہ کلاز نمبر3 کو مسودہ ہذا کا جز قرار دیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال یہ ہے کہ کلاز نمبر4 کو مسودہ قانون ہذا کا جز قرار دیا جائے

(تحریک منظور کی گئی)

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال یہ ہے کہ کلاز نمبر5 کو مسودہ قانون ہذا کا جز قرار دیا جائے

(تحریک منظور کی گئی)

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال یہ ہے کہ کلاز نمبر6 کو مسودہ قانون ہذا کا جز قرار دیا جائے

(تحریک منظور کی گئی)

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال یہ ہے کہ کلاز نمبر7 کو مسودہ قانون ہذا کا جز قرار دیا جائے

(تحریک منظور کی گئی)

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال یہ ہے کہ کلاز نمبر8 کو مسودہ قانون ہذا کا جز قرار دیا جائے

(تحریک منظور کی گئی)

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال یہ ہے کہ کلاز نمبر9 کو مسودہ قانون ہذا کا جز قرار دیا جائے

(تحریک منظور کی گئی)

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال یہ ہے کہ کلاز نمبر10 کو مسودہ قانون ہذا کا جز قرار دیا جائے

(تحریک منظور کی گئی)

عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر) : جناب اسپیکر صاحب ایک وضاحت میں ڈاکٹر عبدالمالک صاحب سے اور اپنے ساتھیوں سے چاہوں گا اپنے کم عملی کی وجہ سے یہ میرے سمجھ میں نہیں آتا ہے یہ جو نمبر(10) ہے کہ

No Order Passed if Proceeding taken by any authority under in-qustion in any Civil Court.

اس سیکشن کو ہم لوگ شروع کرلیں تو اس میں یہ ہے کہ جناب کلکٹر نے کوئی آرڈر پاس کیا ہے تو پھر سول کورٹ میں ہم اس کو چیلنج نہیں کرسکتے ہیں' میں نے خود صبح اس کو پڑھا میں خود بھی اس پر کیونکہ اس کی جو Construction آف کلازیز ہیں Clauses of یا سینسیز Senses ہیں کچھ ویگ Vague ہیں لیکن اس کو اردو سے آپ ٹیلی Tally کریں پھر انگریزی کے بل سے میرے خیال میں اس دن ہم لوگ شاید نہیں تھے کہ اس کو کیبنٹ میں نہیں لایا گیا تاکہ ہم لوگ اس کے ڈیٹیل میں جاتے اس کی اردو اور انگریزی میں اگر آپ کو ٹیلی کریں تو This is Some thing difference لیکن جو انٹینشن ہے وہ یہ ہے کہ جب اتھارٹی کے تحت اگر کلکٹر نے ایکٹ کے تحت کسی آفیسر مجاز نے کوئی ڈسیشن دی اس ڈسیشن کے بعد کسی سول کورٹ نے جوزڈیکشن نہیں دی سول کورٹ کی سر میں اس سلسلے میں آپ کو مزید بتاؤں کہ جتنے بھی آپ کے آرڈر ہوں گے ایکٹ ہوں گے ہرچند کہ وہاں یہ لکھا ہوگا کہ سول کورٹ یا جوزڈیکشن بار ہے وہ صحیح بار نہیں ہوتے ہیں کیونکہ وہاں جو ہم لوگوں کی Fundamental rights ہیں وہ آئین میں آل ریڈی پروٹیکٹیڈ ہیں یہ بس صرف ایک فارمولٹی آپ جو بل ہوگا کسی پارٹی کو لر پریس کے لئے ہرچند کہ وہاں یہ سیکشن تو آئے گا کہ بھئی سول کورٹ جوزڈیکشن بار ہے لیکن اس پر ہرگز بار نہیں ہوگا۔

عبدالحمید خان اچکزئی (وزیر) : یعنی کچکول صاحب امینڈمینٹ-away، You Suggest the amendment right تاکہ اس بل کے ساتھ ہی اس امینڈمینٹ کو apprve کر کے اس کو ختم کیا جائے۔

مسٹر کچکول علی بلوچ (وزیر) : نہیں میرے خیال میں سر آپ لوگ جتنے بھی آرڈر ہوں گے وہ سارے اوروں میں یہ ہے سیکیڈ کرلیں لیکن آپ نے جو ہائی کورٹ جوزڈیکشن یا آپ کے Fundamental right کی Fundamental right

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : کچول صاحب کیبنٹ میں بھی اس کلازیز بحث

ہو چکی ہے اور آپ لوگ اس کی منظوری دے چکے ہیں اچکزئی صاحب۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال یہ ہے کہ کلاز نمبر10 کو مسودہ قانون ہذا کا جز قرار دیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال یہ ہے کہ کلاز نمبر11 کو مسودہ قانون ہذا کا جز قرار دیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال یہ ہے کہ کلاز نمبر12 کو مسودہ قانون ہذا کا جز قرار دیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال یہ ہے کہ شیڈول کو قانون ہذا کا جز قرار دیا جائے؟

(تحریک منظور کی گئی)

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال یہ ہے کہ تمہید کو مسودہ قانون ہذا کا جز قرار دیا جائے؟

(تحریک منظور کی گئی)

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : سوال یہ ہے کہ کلاز نمبر1 کو مسودہ قانون ہذا کا جز قرار دیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : وزیر متعلقہ اگلی تحریک پیش کریں۔

ڈاکٹر عبدالمالک (وزیر) : میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان زرعی آمدنی

ٹیکس کے مسودہ قانون مصدرہ 1996ء کو منظور کیا جائے؟

جناب چیئرمین : سوال یہ ہے کہ بلوچستان زرعی آمدنی ٹیکس کے مسودہ قانون مصدرہ 1996ء کو منظور کیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : مسودہ قانون منظور ہوا۔ اب سیکریٹری اسمبلی گورنر بلوچستان کا حکم نامہ پڑھ کر سنائیں۔

AKHTAR HUSAIN KHAN
Secretary Assembly

"ORDER"

*In exercise of the powers conferred upon me under Article 109 (b) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973, I, Lt: General (Rtd:), Imranullah Khan, Governor of Baluchistan, hereby Prorogue the Provincial Assembly of Balochistan, on **Thursday, the Ist of February, 1996**, after the session is over.*

Sd/-
(Lt.Gen:(R) Imranullah Khan)
Governor Balochistan

AKHTAR HUSAIN KHAN
Secretary,
Provincial Assembly of Balochistan."

جناب پریزائیڈنگ آفیسر : اب صوبائی اسمبلی کی کارروائی غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس بارہ بجکر تیس منٹ (دوپہر) غیر معینہ مدت تک کے لئے ملتوی ہوگیا)